تلخیص و ترجمہ

ہندوستان کا زراعتی ارتقاء

(۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۹ء کے دوران میں)

(۲)

بہتر پیداوار کی کوششیں اب ہم ان محرکات اور عوامل کا جائزہ لیتے ہیں جو جدید اصولِ زراعت کی تعلیم کے لئے اختیار کئے گئے، مستقبل میں زراعت کے ارتقاء اور کاشتکاروں کی آمدنی پر ان کا نہایت اچھا اثر پڑا۔ سنہ ۱۹۳۷ء سنہ ۱۹۳۸ء میں زراعتی نمائشوں اور عملی مظاہروں کی تعداد ۱۳۲,۰۰۰ تھی، اس کے مقابلہ میں پچھلے دس برسوں میں ان کا شمار ۳۷,۰۰۰ سے زیادہ نہ تھا اس سے اس محکمہ کی تدریجی ترقی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ پچھلی نمائشوں سے یہ نمائشیں نوعیت کے اعتبار سے بھی امتیازی درجہ رکھتی تھیں ان کا اہم مقصد یہ تھا کہ جدید زاویۂ نگاہ سے زراعت کی عملی تعلیم، اس کی خرابیوں کی اصلاح کی تدبیریں اور بہتر سے بہتر پیداوار کے لئے میدانِ عمل پیدا کیا جائے۔

اس جگہ ان غیر زراعتی محکموں کی خدمات کا اعتراف بھی ضروری ہے جن کا زراعت کے ارتقاء میں بہت بڑا حصہ ہے، ان میں گرام سدھار اور امداد باہمی کی انجمنیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں، گرام سدھار کے کارکن، دیہاتیوں میں قدرتی کھاد کے کارآمد بنانے کے طریقوں، صحت و صفائی کے اصول اور ان کی سطح زندگی کو بلند کرنے کے لئے دوسری مفید باتوں کا پرچار کرتے ہیں، امداد باہمی کی انجمنوں کا مقصد یہ ہے کہ وہ کاشتکاروں کو بیج اور آلات کی فراہمی میں امداد دیں اگرچہ یہ امداد ابھی تک نہ ہونے کے برابر ہے۔ پیشین گوئی کرنا تو بڑی ذمہ داری کا کام ہے لیکن غالباً اب وہ وقت دور نہیں ہے جب حکومت ہند کے

تعمیری محکمے جو دیہات کو سدھارنے میں لگے ہوئے ہیں، ایک اجتماعی کوشش سے اس اہم فرض کو ادا کریں گے۔

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جدید اصولِ زراعت کو عمل میں لانے سے متعدد پیداواروں کا اوسط بڑھ گیا ہے، جس کی وجہ سے کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ ہوا اور وہ اپنے کنبے اور اپنے مویشیوں کے لئے قدرے بہتر غذا فراہم کرنے کے قابل ہوگئے، یہ زیادتی روئی کی پیداوار میں نمایاں طور سے نظر آتی ہے روئی کے مصارف محدود ہیں، اس کے بنڈل ہندوستانی ملوں میں استعمال کے لئے بھیج دیئے جاتے ہیں یا انھیں ممالکِ غیر میں روانہ کردیا جاتا ہے، اس لئے روئی کے اعداد و شمار صحیح طور سے پیش کئے جاسکتے ہیں، سنٹرل کاٹن کمیٹی کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ روئی کی اوسط پیداوار فی ایکڑ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۷ء کے دوران میں ۱۰۸ پونڈ رہی۔ اس کے مقابلہ میں پچھلے دس برسوں میں ۹۵-۹۶ پونڈ سے زیادہ اس کا اوسط نہ تھا۔ حکومت کا تخمینہ جس کی بنیاد بڑی حد تک پچھلی پیداوار کے اوسط پر قائم تھی، ۱۹۳۸ء سے ۱۹۳۹ء میں ایک ملین گانٹھوں سے زیادہ تھا جو پیداوار کے لحاظ سے بیس فیصدی کم ثابت ہوا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء میں حکومت نے جو تخمینہ لگایا تھا وہ بھی پیداوار کے اعتبار سے نو فی صدی کم رہا تھا، تخمینہ کی ایک سے زائد بار غلطی کی وجہ سے ۱۹۳۹ء میں پیداوار کا ایک صحیح معیار قائم کرنے کا سوال زیرِ غور تھا۔

گندم کی فصل کے لئے زراعت کے جدید اصول نہایت سودمند ثابت ہوئے اور ان کی وجہ سے پیداوار کے اوسط میں نمایاں طور سے اضافہ ہوا، گنے کی ترقی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء میں فی ایکڑ گنے کی پیداوار سے ۱.۴ ٹن در۔ ٹن = ۲۸ من گڑ بنایا گیا تھا۔ حالانکہ یہ سال گنے کی فصل کے لئے نہایت منحوس تھا، اس کے مقابلہ میں ۱۹۲۷ء سے ۱۹۲۸ء میں فی ایکڑ گنے میں صرف ۱.۰ ٹن گڑ بنایا گیا تھا درآنحالیکہ یہ سال گنے کی فصل کے لئے نہایت مبارک خیال کیا گیا تھا، اس سے انکار نہیں کہ گنے کی ترقی میں آبپاشی کی سہولتوں کا بھی بہت بڑا دخل ہے، لیکن سائنٹفک طریقوں کی حیثیت فریقِ غالب کی ہے، ان کی وجہ سے

نہ صرف پیداوار کی مقدار میں زیادتی ہوئی بلکہ اس کی حالت میں بھی نمایاں فرق پیدا ہوگیا۔

پیداوار کی اقسام میں اصلاح و ترقی جس میں اچھے بیج کی فراہمی بھی داخل ہے، زراعتی محکموں کی توجہ کا مرکز شروع دن سے رہی ہے، ۱۹۳۷ء ۱۹۳۸ء میں ترقی یافتہ اقسام کی کاشت ۲۳ ملین ایکڑ پر کی گئی اس کے مقابلہ میں ۱۹۳۶ء ۱۹۳۷ء میں یہ کاشت ۰ ۱ ملین ایکڑ سے زیادہ نہ تھی، برطانوی ہند میں مجموعی کاشت کا رقبہ ۲۳۰ ملین ایکڑ ہے، جس میں ترقی یافتہ اقسام کی کاشت کا رقبہ ابھی دس فیصدی سے بھی کم ہے، اس کے باوجود محکمہ زراعت کو ۲۰ ملین پونڈ کی آمدنی اس صیغہ سے ہوئی۔

انفرادی طور سے اگر پیداوار کی اقسام کا جائزہ لیا جائے تو متعدد اقسام کی حالت میں زمین آسمان کا فرق دکھائی دیگا، یہ فرق روئی کی حالت میں سب سے زیادہ نمایاں ہے، جو انڈین سنٹرل کاٹن کمیٹی اور صوبائی حکومتوں کی متعدد اور پیہم بست سالہ جدوجہد کا رہینِ منت ہے، ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء میں روئی کی مجموعی کاشت کا رقبہ ½ ۲۲ ملین ایکڑ تھا جس میں سے ترقی یافتہ اقسام کی کاشت کی زمین '' ۵٫۶۶۳٫۰۰۰ ایکڑ یا بالفاظ دیگر مجموعی رقبہ کا ¼ حصہ تھی، روئی کی کیفیت میں تدریجی ترقی کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ۲۸-۱۹۲۷ء ۳۲-۱۹۳۱ء کے دوران میں چھوٹے ریشہ (⅞ انچ سے کم) کی روئی ۷۵ فیصدی اور متوسط ریشہ کی ۲۵ فیصدی پیدا ہوئی اور چند سال بعد اس میں اتنا انقلاب پیدا ہوگیا کہ ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء میں چھوٹے ریشہ کی روئی ۶۳ فیصدی، متوسط ریشہ کی ½ ۳۲ فیصدی اور لمبے ریشہ کی ½ ۴ فیصدی پیدا ہوئی، یہ نمایاں تغیر مسلسل جدوجہد اور طریقۂ کاشت میں اصلاحات کا منتِ کشِ احسان ہے، ہندوستان میں پارچہ بافی کی صنعت کی ترقی نے روئی کی پیداوار کے لئے منڈی مہیا کردی، برطانیہ عظمیٰ اس کی منڈی پہلے سے تھی، اب خود ہندوستان میں بھی اس کی کھپت ایک کثیر مقدار میں ہونے لگی، یہ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ ہندوستان میں لمبے ریشہ کی روئی کی طلب بڑھ رہی ہے اور چھوٹے ریشہ کی مانگ بہت گھٹ رہی ہے کیونکہ لمبے ریشہ کی روئی کاتنے اور بننے میں بہتر ثابت ہوتی ہے۔

روئی کی طرح دوسری برآمد ہونے والی پیداوار سن ہے، ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء میں سن کی مجموعی کاشت ۲،۸۸۹،۰۰۰ ایکڑ رقبہ پر تھی، جس میں سے ۱،۷۶۳،۰۰۰ ایکڑ زمین پر سن کی ترقی یافتہ اقسام کی کاشت محکمہ کی طرف سے کی گئی تھی، ان اقسام کی عام طور سے کاشت کرنے سے قبل ان کا متعدد بار محدود شکل میں عملی تجربہ کرلیا گیا تھا، اس لئے ان کی نوعیت وغیرہ کی طرف سے اطمینان تھا۔

تیلوں کے بیج | یہ صحیح ہے کہ گذشتہ چند برسوں میں چند تعمیری کام زراعت کی سطح بلند کرنے کے لئے کئے گئے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تیل کے بیجوں کی کاشت کی طرف نامناسب حد تک بے توجہی برتی گئی حالانکہ درآمد کی کثرت اور خود ہندوستان کے اندران کی کثیر مقدار میں کھپت کا تقاضا یہ تھا کہ ان کی طرف خصوصی توجہ سے کام لیا جاتا، ۱۹۲۹ء ۱۹۳۹ء کے دوران میں مونگ پھلی کی کاشت میں ضرور توسیع ہوئی، چنانچہ اس وقت ہندوستان دنیا میں سب سے زیادہ مونگ پھلی پیدا کرتا ہے، اور باوجود غیر معمولی داخلی کھپت کے درآمد کے لحاظ سے دنیا کے ملکوں میں اس کا دوسرا درجہ ہے، یہ بیان کرنے کی شائد احتیاج نہیں کہ مونگ پھلی کا بیج سب سے پہلے ہندوستان میں ۱۹۰۰ء میں آیا تھا اس وقت صرف ۳۰۰،۰۰۰ ایکڑ زمین پر اس کی کاشت کی گئی تھی، اس بدیشی فصل کی کاشت میں برابر اضافہ ہوتا رہا اور ۱۹۳۷ء ۱۹۳۸ء میں قریباً نو ملین ایکڑ زمین پر اس کی کاشت پھیلی ہوئی تھی، اس سے اس فصل کے نشوونما اور ہندوستان کے کاشتکار کی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے، ۱۹۳۴ء ۱۹۳۸ء کے دوران میں مونگ پھلی کی پیداوار کا اوسط ۲،۸۰۰،۰۰۰ تھا، اس میں سے ۳۹ فیصدی ممالکِ غیر میں درآمد کی گئی اور بقیہ مقدار کی کھپت خود ہندوستان کے اندر ہوئی جس میں سے قریباً ۱،۲۰۰،۰۰۰ ٹن یا ۴۳ فیصدی کا تیل نکالا گیا اور باقی دوسرے اخراجات میں آئی، ریسرچ کونسل نے مونگ پھلی کی کاشت کی طرف خصوصی توجہ کی، اس نے کام کا بہترین خاکہ بنایا، اور مسلسل اس کا عملی تجربہ کیا، اس خاکہ میں بہترین اقسام کی پیداوار کی کدوکاوش، جدید اصول زراعت کا پرچار، کھاد کو بہترین بنانے کے

طریقے، اور فصل کاٹنے وغیرہ کے مفید اصول، خاص طور سے داخل تھے، کونسل کا مطمح نظر یہ تھا کہ پیداوار میں اضافہ ہو، فصلیں قدرتی آفتوں سے محفوظ رہیں، اس میں تیل زیادہ نکلے اور فضلہ کی مقدار کم ہو جائے اس مقصد کے لئے سائنٹفک طریقوں سے مونگ پھلی کی کاشت کی جاتی ہے اور فصلوں کی ترتیب اور مناسبت کا خصوصی لحاظ رکھا جاتا ہے، چند کپاس کے علاقوں میں خاص طور سے یہ طریقہ بہت زیادہ سودمند ثابت ہوا، اور زمین کی زرخیزی، پیداوار کی زیادتی اور اس کی نوعیت پر اس کا نہایت خوش گوار اثر پڑا، مونگ پھلی کی طرح السی، سرسوں، ارنڈی اور دوسرے روغنی بیجوں کے متعلق بھی تحقیقاتی اسکیموں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

گنا | گنے کی فصل اس وقت ہندوستان کے کاشتکار کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، ہندوستانی گنے کی فصل میں ۱۹۲۹ء سے انقلاب پیدا ہوا، اگرچہ تعمیری کوششیں ۱۹۱۲ء سے جاری تھیں، اب شکر سازی کی صنعت میں ہندوستان اتنی ترقی کر گیا ہے کہ وہ اپنی ضرورتیں خود پوری کر لیتا ہے اب دوسروں کا دستِ نگر نہیں رہا، ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء میں قریباً ۸۰ فیصدی گنے کی ترقی یافتہ اقسام کی کاشت کی گئی، ان میں کوئم بٹور Coim batore گنا بہت بویا گیا تھا، اس سال کوئم بٹور ۲۱۳ کی کاشت سب سے زیادہ ہوئی، ہندوستان کے گرم حصوں اور بمبئی کے علاقوں میں دوسری ترقی یافتہ اقسام کے گنے بھی کثرت سے بوئے گئے۔ پچھلے چند برسوں میں ہندوستان کی شکر سازی کی صنعت میں نمایاں ترقی ہوئی شکر سازی کے کارخانوں کے لئے سپلائی کے انتظامات میں سہولتیں مہیا کی گئیں اور دوسری اصلاحات عمل میں لائی گئیں، اس سے انکار نہیں کہ ابھی کنٹرول کے بہت سے مسائل حل کرنا باقی ہیں مثلاً ۱۹۳۶ء ۱۹۳۷ء کی طرح اگر گنے کی پیداوار غیر معمولی طور سے بڑھ جائے تو اس صورت حالات کا تدارک کس طرح کیا جائے وغیرہ وغیرہ

ابھی گنے کی صنعت کو ترقی دینے کی بہت سی اسکیمیں پیش نظر ہیں ان میں سے بہتوں کو عملی

شکل بھی دیدی گئی ہے، ساردا نہر کے علاقوں اور صوبہ متحدہ کے ان مغربی حصوں میں جنھیں ٹیوب ویل (Tube well) کے ذریعہ سینچا جاتا ہے، گنے کی ترقی کے لئے خاص جد وجہد کی جا رہی ہے یہ علاقے اس کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہیں، بمبئی کے جنوبی علاقوں میں گنے کی ترقی کے لئے نہایت اہم کام کئے گئے ہیں۔ پڈگاؤں کے زراعتی فارم نے وہاں مسلسل عملی تجربات کئے، یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہاں کی زمین القمی (AlKami) اور زمین کی زرخیزی کے لحاظ سے نہایت کم درجہ تھی اس فارم کا ان خرابیوں کی اصلاح میں بہت بڑا حصہ ہے۔ (باقی آئندہ)

ع - ص

رہنمائے قرآن

(تالیف جناب نواب سر نظامت جنگ بہادر)

صداقتِ قرآنی اور تعلیماتِ اسلامی کی معقولیت وحقانیت پر یہ دلپذیر کتاب نواب صاحب موصوف نے انگریزی میں تصنیف فرمائی تھی، ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب ایم، اے، پی، ایچ، ڈی لنڈن بیرسٹر ایٹ لا پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے اس کو اردو میں منتقل فرمایا ہے، اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی صداقت کو سمجھنے کے لئے اپنے انداز کی یہ بالکل جدید کتاب ہے جو خاص طور پر غیر مسلم یورپین اور انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے لکھی گئی ہے جو حضرات قرآن، وحی، نبوت جیسے مسئلوں کو یورپ کے طریقِ خطاب میں سمجھنا چاہتے ہیں یہ کتاب ان کے لئے عجیب وغریب معلومات بہم پہنچاتی ہے، اس کتاب میں اسلام کے بنیادی مسئلوں کی روح کو نہایت ہی حکیمانہ اور فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے اسی کے ساتھ سادگی اور کمالِ لطافت کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ کتابت طباعت نہایت اعلیٰ قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ :- مکتبۂ برہان دہلی قرول باغ